بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

الفرقان

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زکوٰۃ اور اس کے شرعی احکام

(بیان حضرت مفتی عبدالمنان صاحب زید مجدہم)

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد الّا الہ الّااللہ وحدہ لا شریك لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمداًعبدہ ورسولہ۔اما بعد فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم والذین ھم للزکوٰہ فاعلون ۔صدق اللہ العظیم

حضرات علمائے کرام، معزز سامعین اور میری محترم خواتین:

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہم کو اس مبارک محفل میں آنے کی توفیق عطا فرمائی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی حاضری کو قبول ومنظور فرمائے اور اس طرح کی محفلوں میں اپنی زندگی کے اوقات کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔میں سب سے پہلے انتظامیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم کام کے لئے استعمال فرمایا ہے ۔زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اور آج اسی رکن کے سلسلے میں ہم سب کی گفتگو جاری ہے لہذا ہماری یہ گفتگو بھی انشاءاللہ نیکی اور بندگی میں شامل کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی بندوں سے محبت کا ایک معیار:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنی محبت رکھتے ہیں اس کا صحیح اندازہ اللہ کے فیصلوں سے کیا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لا یکلّف اللہ نفساًالّا وسعھا(سورۃ البقرۃ،آیت:۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو ان باتوں کا مکلّف نہیں بنایا جو اس کی طاقت اور حد سے باہر ہوں اس سے یہ بات سامنے آئی کہ جتنے بھی احکامات ہمیں دیئے گئے ہیں ان میں کہیں بھی آپ کو مشقت کا سامنا نہیں ہوگا بلکہ اس میں فطرت انسانی کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

الفرقان

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

نمازوں کے معاملات کو لے لیجئے کہ چوبیس گھنٹوں میں صرف پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے اور چوبیس گھنٹوں کے دورانیہ اور نمازوں کے دورانیہ کو اگر ہم جمع کریں تو مشکل سے ہمارا وقت دو گھنٹے نمازوں کے اوقات میں استعمال ہوتے ہیں۔ گویا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چوبیس گھنٹوں میں بائیس گھنٹے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ضروریات کے استعمال کے لئے، اپنی کاروباری زندگی کو بہتر بنانے کے لئے فراہم فرمادیئے ہیں، تو اس فیصلے کے اندر بھی اللہ کا کرم، محبت اور مہربانی نمایاں ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ کے معاملے کو لے لیجئے کہ سال بھر میں ایک ہی مرتبہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا اور اس میں بھی اللہ نے بہت سی استثنائی صورتیں بیان فرمادی ہیں کہ زکوٰۃ ہر مسلمان پر واجب نہیں ہے۔ نابالغ بچے بچیوں پر زکوٰۃ واجب نہیں، جو مسلمان سمجھدار اور بالغ ہیں لیکن مالدار نہیں ہیں، زکوٰۃ کے نصاب کے مالک نہیں ہیں ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم اس امت کے صرف اور صرف ان عاقل بالغ مسلمان مرد یا خواتین کے لئے ہے جو نصاب کے مالک ہوں اور جن کے ذمے قرضے نہ ہوں اور اگر قرضے ہوں تو ان کو منہا کرنے کے بعد اگر نصاب کے بقدر مال بچے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ انسانی معاشرے میں بے شمار لوگ ہمیں مختلف طبقات میں نظر آتے ہیں لیکن زکوٰۃ کا جو طریقہ کا وضع کیا گیا اس میں سارے طبقات یا لوگ شامل نہیں کئے گئے بلکہ صرف مالدار طبقہ آیا جو نصاب کا مالک ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھئے کہ پورے مال میں سے ایک بہت معمولی حصہ اللہ تعالیٰ نے ادا کرنیکا حکم دیا ہے، سو روپے میں ڈھائی فیصد یعنی ڈھائی روپے ہزار روپے میں پچیس اور ایک لاکھ میں ڈھائی ہزار روپے ادا کئے جاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک لاکھ میں ساڑھے ستانوے ہزار روپے آپ کے پاس رہیں اور ڈھائی ہزار روپے غریبوں کے پاس رہیں، ہزار میں سے پچیس روپے آپ نے اللہ کے راستے میں خرچ کئے اور نوسو پچھتر روپے آپ کے پاس باقی بچ گئے، سو میں سے ڈھائی روپے آپ نے اللہ کی راہ میں خرچ کئے اور باقی ساڑھے ستانوے روپے آپ کے پاس بچ گئے، غور کیجئے کہ یہ کتنا عظیم سلسلہ اور نظام ہے کہ اللہ نے قدم قدم پر اپنے بندوں کی ضروریات کا لحاظ رکھا، یہ نہیں فرمایا کہ آدھا مال خود رکھو، اور آدھا اللہ کی راہ میں دیدو، اگرچہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے۔ اور اس سے مقصود بھی خود انسانوں کی ہی فلاح و بہبود ہے کہ اگر آپ زکوٰۃ کی ادائیگی کر رہے ہیں تو گویا ایک معاشرے کی آبادکاری کیلئے ان کے بہتر مستقبل کے لئے، ان کی ضرورتوں کا لحاظ رکھنے کے لئے اپنے مال کو استعمال کر رہے ہیں۔ گویا یہ آبادکاری کا ایک نہایت منظّم سلسلہ بھی ہے۔

اور وممارزقنٰھم ینفقون کے اندر اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ تم جو زکوٰۃ کی ادائیگی کر رہے ہو یہ مال بھی تمھارا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا دیا ہوا عطیہ ہے اسی میں سے تم زکوٰۃ کی ادائیگی کر رہے ہو اور ثواب بھی حاصل کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ طور طریقے اپنے

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

بندوں کونوازنے کے لئے واضح فرمائے، شریعت کے جتنے بھی احکامات پر آپ غور کریں گے ان میں اللہ کی محبت کا خاصہ نمایاں طور پر آپ کونظر آئیگا۔

حج اسلام کا ایک تکمیلی رکن ہے اس کی ادائیگی کے لئے الحمدللہ ہم یہاں سے جاتے ہیں لیکن دیکھئے اللہ پاک نے اپنا گھر کتنا چھوٹا سا بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کائنات کا مالک ہے، ذرے ذرے، جمادات، نباتات، فضاؤں ہر چیز کا مالک ہے اگر وہ اپنے لئے بڑا گھر بنالیتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا لیکن ہم اور آپ مسائل اور پریشانی کا شکار ہو جاتے، اس وقت تو طواف کرنے میں ہمارا آدھا گھنٹہ خرچ ہوتا ہے تو اگر یہ مکان بڑا اور وسیع وعریض ہوتا تو ہمیں ایک چکر مکمل کرنے میں ہفتے بھی لگ جاتے۔ معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلوں میں محبت کا رشتہ غالب ہے۔ جس جس حکم کو آپ اٹھائیں گے، باریک بینی سے آپ اس کا جائزہ لیں گے تو اللہ کی محبت کا رشتہ آپ کو غالب نظر آئیگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے نصاب ونظام کو بھی بہت آسان بنایا ہے۔ اسی طرح آپ اللہ کی محبت اور مہربانی کو دیکھیں کہ ہم بے شمار چیزوں کے مالک ہیں۔ کوئی بھی انسان اپنی زندگی کا اثاثہ اپنے سامنے رکھے، کاروبار بھی ہے، گھر بھی ہے اور بہت ساری چیزیں ہیں لیکن دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں زکوٰۃ واجب نہیں کی، اس کی یہ مہربانی، کرم نوازی، اور اسکی محبت ہمیں ہر ہر فیصلے میں نظر آئے گی، ہمیں قدم قدم پر اللہ کا شکر ادا کرنیکی ضرورت ہے کہ کتنا مہربان ہے ہمارا رب کہ جس نے ہر مقام پر ہماری کمزوری کا اور ہماری ضرورت کا لحاظ رکھا۔

صرف چار چیزوں پر زکوٰۃ لازم ہے:

انسان کے پاس موجود ہر چیز پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ صرف گنتی کی چار چیزوں پر واجب ہے، وہ چار چیزیں یہ ہیں:

(1) نقد رقم (2) سونا (3) چاندی (4) تجارت کا سامان

نقد رقم: خواہ اپنی کرنسی کی شکل میں ہو یا بیرون کرنسی کی شکل میں ہو یا بانڈز وغیرہ کی شکل میں ہو، چونکہ بانڈز وغیرہ رقم کی ترجمانی کرتے ہیں اس لئے وہ بھی رقم میں شامل ہو جاتے ہیں۔

سونا، چاندی: کسی بھی شکل میں ہو خواہ زیورات کی شکل میں ہو بسکٹ کی شکل میں ہو یا اس کے برتن بنوالئے گئے ہوں، انگوٹھی بنوالی یا کسی بھی شکل میں اس کا استعمال ہو، سونے، چاندی کی کوئی بھی چیز ہو اس پر زکوٰۃ لاگو ہوگی لیکن اس میں بھی اللہ کی مہربانی ہے کہ اس کا بھی ایک نصاب اللہ نے مقرر کر دیا ہے تاکہ غریب آدمی اس سے بچ جائے۔

مالِ تجارت: اس کا مفہوم بڑا وسیع ہے کسی بھی چیز کا کوئی کاروبار یا بزنس ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی اس میں بہت ساری

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

چیزیں آجاتی ہیں، تجارت کسی بھی چیز کی ہو، کپڑے کی تجارت ہو، روئی کی ہو، شوروم ہو، جو بھی تجارتی سامان ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی، گویا کہ نقد، سونا چاندی کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں اگر کوئی ان کا کاروبار کرتا ہے تو وہ چیز اس کا مالِ تجارت ہے اور قابلِ زکوٰۃ ہے، لیکن یہ بات واضح رہے کہ جس دکان یا ٹھیے پر بیٹھ کر آپ کاروبار کر رہے ہیں اس میں جو فرنیچر وغیرہ ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اسی طرح اس کی عمارت (بلڈنگ) خواہ دوکان ہو، آفس ہو، گودام ہو، اس پر بھی زکوٰۃ نہیں اس لئے کہ وہ تجارت کا مال نہیں بلکہ تجارت کرنے کی جگہ ہے، جبکہ زکوٰۃ اس مال پر واجب ہوتی ہے جو بیچنے کے لئے ہو، خواہ تیار شدہ مال ہو، یا خام مال کی شکل میں ہو، یا میٹیریل کی شکل میں ہو، یا اس مال کو تیار کرنے کے لئے آپ نے کچھ ساز وسامان خرید رکھا ہو جو انہی میں شامل کریں گے اور آگے اس کو بیچنے کے لئے استعمال کریں گے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ گویا ایک دکان کے اندر قابلِ زکوٰۃ صرف اور صرف وہ چیزیں باقی رہ جاتی ہیں جن کو آپ بیچنے کے لئے استعمال فرمائیں گے۔ البتہ جس کا کام ہی جائیداد خریدنا، بیچنا، تعمیر کرنا اور آگے فروخت کرنا ہو جیسے بلڈر، تو اس کو بلڈنگ پر زکوٰۃ دینی ہوگی کیونکہ وہ اس کا مالِ تجارت ہے۔

یہ چار چیزیں جن کی وضاحت ابھی گزری، ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کے علاوہ بہت سا قیمتی ساز وسامان، ہیرے، جواہرات، ڈائمنڈز وغیرہ اور دیگر استعمال کی چیزیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی خواہ اس کی مالیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، البتہ اگر کوئی ڈائمنڈز کا کاروبار کرتا ہے تو وہاں پر مالِ تجارت ہونیکی وجہ سے زکوٰۃ آئیگی۔

اس کے علاوہ ذاتی رہائش پر زکوٰۃ واجب نہیں، جو زمین اور جائیداد، مکان دوکان آپ نے اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے خرید رکھی ہیں یا گھر بنا کر رہنے کی نیت سے پلاٹ خرید رکھا ہے ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اسی طرح گھر کی ضروریات کی تمام چیزیں، گھر میں استعمال ہونے والا سامان، برتن، فرنیچر، استعمال کی گاڑیاں، پہننے کے اور استعمال کے کپڑے، ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر سامان جس کو آپ نے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے استعمال فرماتے ہیں ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، وہ چیزیں جن کو ہم استعمال کرتے ہیں ان کا کوئی شمار نہیں ہے، لیکن جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ صرف گنتی کی چار چیزیں ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے۔

پھر ایسا بھی یہ نہیں ہے کہ جتنی بھی مقدار میں یہ چیزیں ہوں ان پر زکوٰۃ ہوگی، بلکہ اس کیلئے بھی ایک نصاب مقرر کر دیا، کہ اگر اس نصاب کے بقدر یہ چیزیں ہونگی تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔

زکوٰۃ کا نصاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

جوشخص عاقل، بالغ مسلمان ہواوراس کے پاس مال بھی ہوتو یہ دیکھنے کیلئے کہ یہ صاحبِ نصاب ہے یانہیں، اس کیلئے شریعت میں دومعیار ہیں (۱) سونے کا نصاب، جس کی مقدار ساڑھے سات تولہ سونا ہے، یہ نصاب صرف اس کیلئے ہے کہ جس کے پاس ان چار چیزوں میں سے صرف سونا ہو، اس کے علاوہ اس کے پاس نہ چاندی ہو نہ ہی نقد رقم ہو اور نہ ہی کسی قسم کا مالِ تجارت ہو، بلکہ صرف سونا ہو، تو اگر اس کے پاس موجود یہ سونا ساڑھے سات تولہ یا اس سے زیادہ ہے، تو یہ صاحبِ نصاب ہے اس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔ لیکن یہ صورت بہت کم ہوتی ہے۔ (۲) چاندی کا نصاب، جس کی مقدار ساڑھے باون تولہ ہے۔ جس شخص کے پاس اوپر ذکر کردہ چار چیزوں (یعنی سونا، چاندی، نقدی، سامانِ تجارت) میں سے سونے کے علاوہ کوئی اکیلی ایک چیز موجود ہو اور اس کی مالیّت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو، یا ان میں سے دو یا تین چیزیں ہو یا چاروں چیزیں موجود ہوں، اور ان سب چیزوں کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔ ساڑھے باون تولہ چاندی کی حالیہ قیمت اور اس وقت کا موجودہ نصابِ زکوٰۃ =/21000 بنتا ہے۔ یہ قیمت تبدیل ہوتی رہتی ہے لہذا جب زکوٰۃ ادا کی جائے تو اس وقت کے مارکیٹ ریٹ کا اعتبار ہوگا۔ جن کے پاس اتنی مالیت موجود ہے، سونا چاندی کی شکل میں، مالِ تجارت کی شکل میں یا نقد کیش کی شکل میں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ وہ مقروض نہ ہوں اگر مقروض ہے تو اس کے قرضے کو منہا کرنے کے بعد اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت بچ جائے تو وہ صاحبِ نصاب کہلائیگا۔ مقروض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی سے ذاتی ضرورت کے تحت قرضہ لیا، یعنی ایک عام انسان اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جو قرضہ لیتا ہے تو وہ منہا کیا جائے گا یا وہ dues جیسا کہ ٹیلی فون، بجلی اور پانی کا بل اور اسی طریقے سے ملازمین کی تنخواہیں، جو مالک کے ذمے لاگو ہیں، اور مہینے کے آخر میں آپ کی زکوٰۃ کی تاریخ آرہی ہے اس تاریخ کو آنے سے پہلے آپ ان dues کو منہا کریں گے، منہا کرنے کے بعد اگر آپ کے پاس ساڑھے باون تولہ مالیت کے بقدر مال یا نقد رقم باقی ہے تو آپ پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔

تجارتی یا پیداواری قرضے اس سے منہا نہیں ہونگے، کیونکہ تجارتی یا پیداواری قرضے پر ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ اس کو منہا نہیں کیا جائے گا، ورنہ کسی بھی مالدار، کمپنی اور فیکٹری کے مالک پر کبھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی اس لئے کہ ان کے جتنے بھی کاروبار اور اثاثے ہوتے ہیں اتنے ہی ان کے ذمے قرضے بھی ہوتے ہیں۔

زکوٰۃ کب فرض ہوگی؟

جب ایک شخص صاحبِ نصاب بن جائے تو اس پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب کہ نصاب پر ایک سال گذر جائے۔ اس میں قمری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

الفرقان

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

سال کا اعتبار ہے، سال گزرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان کے بالغ ہونے کے بعد پہلی دفعہ جس تاریخ کو اس کے پاس نصاب کے برابر مال آجائے تو اس تاریخ کو وہ ہمیشہ کے لئے نوٹ کرلے وہ تاریخ فکس ہوجائے گی اب ضروری نہیں کہ وہ رمضان المبارک ہی کی تاریخ ہو، وہ محرم کی تاریخ بھی ہوسکتی ہے اور ربیع الاول یا کسی اور مہینے کی بھی ہوسکتی ہے۔ بہرحال اس بات کی اہمیت ہے کہ زندگی میں پہلی دفعہ جس تاریخ کو جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر ملکیّت آگئی، تو اب وہ اس تاریخ کو ہمیشہ نوٹ کرلے اور ایک بیلنس شیٹ بنالے، اس میں توازن رکھے کہ جو جو چیزیں اس کے پاس آرہی ہیں خواہ وہ کیش کی شکل میں ہوں، چاندی کی شکل میں ہوں یا سونے کی شکل میں ہوں تو اس کو نوٹ کرتا رہے، پھر اس کے ساتھ ساتھ اگر بیچ میں اس نصاب میں کمی واقع ہوجائے (بالکلیہ ختم نہ ہو) تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، مثال کے طور پر پہلے مہینہ کو وہ نصاب کا مالک ہوا تین لاکھ روپے کی مالیت اس کے پاس آگئی اور دوسرے، تیسرے مہینے میں اس میں کمی واقع ہوگئی اس کے پاس ڈیڑھ لاکھ یا ایک لاکھ روپے حتّٰی کہ بارہویں مہینہ میں اس کے پاس تیس ہزار روپے باقی رہ گئے تو ہمارے بتائے ہوئے نصاب کے مطابق فی الحال نصاب اکیس ہزار روپے ہے اور ابھی بھی اس سے زیادہ amount اس کے پاس موجود ہے، تو یہ شخص صاحبِ نصاب ہے اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ لہذا جس تاریخ کو مال آیا تھا اس وقت سے حساب لگالیا جائے، اور سال کے دوران مال میں کمی بیشی ہوتی رہے، اس سے فرق نہیں پڑیگا، یہاں تک کہ جب سال مکمل ہو، اور اگلے سال کی وہی تاریخ آجائے تو اس تاریخ کو جو جو مال موجود ہے، اسے حساب کتاب اور قرضے کی ادائیگی کے بعد دیکھا جائے کہ اگر اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی (جو کہ آجکل اکیس، بائیس ہزار روپے ہے) کے بقدر بنتی ہے، تو اس مالیت پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوجائے گی ۔ یہ کمی کی مثال تھی، اسی طرح اگر سال کے دوران مال میں اضافہ ہوجائے، یا ایک قمری سال گذرنے کے بعد اگلے سال میں کچھ اور چیزوں کا اضافہ ہوا مثلاً نصاب شروع ہوا تھا تین لاکھ سے پھر چند مہینوں کے بعد دو لاکھ مزید آگئے، پھر مزید اضافہ ہوگیا یہاں تک کہ مال تین لاکھ سے نو لاکھ تک پہونچ گیا، تو اب دیکھیں تاریخ شروع ہوئی تھی تین لاکھ کے ساتھ پھر دوران سال پیسے آتے گئے یہاں تک کہ سال مکمل ہونے سے دو دن پہلے کہیں سے گفٹ کی شکل میں کچھ بڑی رقم آگئی، تو اس آخر میں آنے والی رقم پر صرف دو دن ہی گذرے ہیں اور بعض رقم پر چھ دن، بعض پر نو ماہ گذرے ہیں تو درمیان میں آنے والی ان رقموں پر الگ سے سال کا حساب نہیں لگایا جائے گا، بلکہ مقررہ تاریخ کو جو بھی مال ہوگا اس کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ لہذا جس تاریخ کو آپ نصاب کے مالک بن گئے وہ تاریخ آپ کے لئے فکس ہوگئی آپ اسی کا لحاظ رکھیں گے اور اسلامی سال کے لحاظ سے جب وہ تاریخ پلٹ کر ایک سال مکمل ہونے کے بعد دوبارہ آجاتی ہے تو آپ اسی مقررہ تاریخ کے پابند ہیں، بیچ میں جو مال آرہا ہے، جارہا ہے اس کا آپ حساب نہیں کریں گے البتہ اگر مال میں کمی واقع ہوجائے تو صرف اتنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

الفرقان

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

دیکھنا ہوگا کہ مال نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے کم کا تو نہیں رہ گیا اگر کم ہے تو زکوٰۃ نہیں، اور اگر کم نہیں ہوا، تو زکوٰۃ ہے۔ گویا صاحب نصاب ہونے کی تاریخ سے جو سال شروع ہو چکا ہے وہ برقرار ہے اور تا زندگی برقرار رہے گا۔ اس معاملے میں بڑی بے توجہی پائی جاتی ہے۔ ہمارے بہت سے حضرات مرد و خواتین اس تاریخ کا لحاظ نہیں رکھتے اور یوں ہی بغیر کسی تاریخ کے تعین کے زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں کسی سال رمضان میں زکوٰۃ ادا کر دی تو کسی سال کسی اور مہینے میں۔ یاد رکھیں اگر اس نظام کا لحاظ نہیں رکھیں گے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

زکوٰۃ دینے میں کوتاہی مال میں بے برکتی کا سبب ہے:

ہمارے بزرگ فرماتے ہیں بلکہ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ مال میں بے برکتی دو وجوہات سے پیدا ہوتی ہے ایک تو زکوٰۃ روکنے کی وجہ سے اور ایک حرام مال شامل ہو جانے کی وجہ سے۔ اگر کسی کے کاروبار میں زکوٰۃ رک جائے یا مالِ حرام کا عنصر شامل ہو جائے تو وہ کاروبار پنپ نہیں سکتا۔ صبح شام کی تمام تر کوششوں کے باوجود، تین چار ملازم بھی کام کر رہے ہیں، خود بھی وقت لگا رہے ہیں لیکن سال کے آخر میں جا کر حساب کتاب کرتے ہیں تو کوئی فائدہ ہے نظر نہیں آتا، الٹا آپ اپنے آپ کو مقروض پاتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ یا تو زکوٰۃ رک رہی ہے، زکوٰۃ کا صحیح حساب، صحیح ادائیگی نہیں ہو رہی یا کہیں سے مال حرام، کاروبار میں شامل ہو رہا ہے۔ تو یہ دو عنصر اگر کسی کاروبار میں شامل ہو جائیں تو یہ ہلاکت اور تباہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھیں (امین)۔ اس کے بر خلاف اگر صحیح حساب لگا کر زکوٰۃ کی ادائیگی کی جائے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یمحق اللہ الربٰی ویربی الصدقات کہ سودی نظام اور سود کو اللہ تعالیٰ گھٹاتے ہیں ختم کرتے ہیں اور صدقے کی پرورش کرتے ہیں، صدقے کو بڑھاتے ہیں۔ پابندی سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرنے سے انشاء اللہ کاروبار ایک لاکھ کا دو لاکھ، تین لاکھ اسی طرح بڑھتا ہی چلا جائے گا کہ جس کا تصور بھی نہیں کی جا سکتا، کہ آغاز میں کاروبار میں تھوڑا سا سرمایہ لگایا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالیٰ نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ صحیح طریقہ سے زکوٰۃ دینے میں اپنا بھی فائدہ ہے کہ ایک تو مال بھی پاک ہو جائے گا اور معاشی طور پر کبھی پریشانی نہیں آئیگی۔ لہذا اپنے فائدے کے لئے بہتر مستقبل کے لئے انسان زکوٰۃ کے معاملے میں سستی اور کوتاہی نہ کرے۔ تمام مرد اور خواتین اس بات کو اچھی طرح نوٹ کر لیں کہ ایک تو زکوٰۃ کی ادائیگی ہو اور ہو بھی تاریخوں کے لحاظ سے۔ بہت سے حضرات تاریخ مقرر نہیں کرتے بلکہ اپنی مرضی کے مطابق ادا کرتے ہیں یا بعض دفعہ یہ خیال ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ آ رہا ہے، برکتوں والا ہے، ایک کا ستر مل جائے گا، حالانکہ سال ان کا کسی اور تاریخ کو پورا ہو چکا ہے یا کوئی تاریخ ہی مقرر نہیں کی ہوئی، بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان المبارک ہمارے لئے زکوٰۃ کا سال ہے۔ تو یاد رکھیں ہر کسی کا زکوٰۃ کا سال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

رمضان المبارک کا نہیں ہوتا، جس کے پاس محرم میں مال آیا تو اس کا سال محرم سے شروع ہوا، جس کے پاس ربیع الاول میں مال آیا تو اس کا سال وہیں سے شروع ہوا۔ ہاں اگر اتفاقاً کسی کے پاس رمضان المبارک میں مال آیا تو اس کا سال رمضان المبارک سے شروع ہو گا۔ لہذا ان برکتوں کے حصول کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر نہ کی جائے، اور اگر کو یہ چاہے کہ رمضان المبارک کا فیض بھی مجھے مل جائے تو وہ یوں کرے کہ ادائیگی تو اپنے وقت سے شروع کر دے اور کچھ رقم رمضان میں ادا کرنے کے لئے بچالے اس سے زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور رمضان کا فیض بھی مل جائے گا۔ یہ طریقہ آپ اپنایا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ تصور قائم کر لینا جی ہمارے پاس مال پہلے سے آیا ہوا ہے یا ہم تمام تر زکوٰۃ کی ادائیگی رمضان میں کریں گے تو یہ تاخیر ہے جو کہ منع ہے اور یہ یاد رکھیں کہ اس سال کی زکوٰۃ کی ادائیگی ہر حال میں اسی سال ہو جانی چاہیے ایک سال کی زکوٰۃ کو اگلے سال میں ادا کرنا مکروہ ہے گو زکوٰۃ کی ادائیگی تو ہو جاتی ہے لیکن یہ مکروہ ہے، بر وقت ادائیگی اللہ کو مطلوب بھی ہے اور مقبول بھی ہے اس لئے آہستہ آہستہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہاں البتہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جن حضرات کو زکوٰۃ دینے کے لئے میں نے منتخب کیا ہوا ہے ان میں کچھ ابھی مل جائیں گے، کچھ اگلے مہینے مل جائیں گے تو یہ ایک نظم ہے اس کا لحاظ رکھا جاسکتا ہے۔

قسطوار زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:

اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ زکوٰۃ کی ادائیگی شروع کر دیں اس کو آپ اپنے پاس لکھ لیں اور جس دن آپ کا سال مکمل ہو جائے اس دن آپ ریٹ لگالیں کہ میری زکوٰۃ آج کے ریٹ کے حساب سے اتنی بنتی ہے مثلاً حساب لگایا تو زکوٰۃ تین لاکھ بنتی ہے اور آپ سال کے شروع سے تین ہزار، پانچ ہزار، سات ہزار سے ادائیگی کرتے رہے، تو اگر آپ نے حساب لگا کر دیکھا کہ زکوٰۃ کی جتنی رقم بنتی تھی اگر آپ نے ادائیگی بھی دوران سال اتنی ہی کی پھر تو ٹھیک ہے اور اگر آپ نے دیکھا کہ آپ نے زائد رقم ادا کر دی تو اس زائد رقم کو آپ اگلے سال کی زکوٰۃ میں شامل کر سکتے ہیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میری زکوٰۃ کی کچھ رقم باقی ہے تو جتنی زکوٰۃ کی رقم آخری حساب میں باقی ہے آپ صرف وہ ادا کریں یعنی آخری زکوٰۃ سال مکمل ہونے پر جو ریٹ ہے آپ اس کا حساب کریں تاکہ ریٹ کی وجہ سے جو تبدیلی آرہی ہے مثلاً شروع سال سے آپ ادائیگی کر رہے ہیں اس وقت ریٹ کچھ اور تھا، چھ ماہ بعد کچھ اور ہو گیا، نویں مہینے میں کچھ اور ہے اور جس وقت سال مکمل ہوا اس وقت کچھ اور ریٹ ہے تو اس ریٹ کی کمی بیشی سے بچنے کے لئے حساب آخر سال میں لگائیں اس وقت جس طرح آپ زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں اس کا حساب اپنے پاس لکھ کر رکھیں اور جب سال مکمل ہو جائے تو دیکھیں کہ جس ریٹ پر آپ زکوٰۃ دیتے رہے وہ اس کے مطابق ہے یا نہیں اگر برابر سرابر ہے تو ٹھیک، کوئی مسئلہ ہے نہیں اور اگر آپ نے زائد زکوٰۃ ادا کر دی تو اس کو مستقبل

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

کے لئے رکھیں اور اگر کم ادا کی ہے تو بقیہ زکوٰۃ آخری حساب کے مطابق ادا کر دیں، بیلنس برابر کر لیں۔

قابلِ زکوۃ چیزوں کی تفصیلی فہرست

ہمارے ہاں بہت ساری چیزیں ہیں جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کی ایک فہرست ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔اس میں ان تمام اشیاء کو جو قابل زکوٰۃ ہیں شامل کیا گیا ہے اور جو زکوٰۃ میں شامل نہیں ہیں ان کو بھی نمبر وار لکھا گیا ہے۔اگر سامنے یہ شیٹ ہوگی تو زکوٰۃ کا حساب لگانا آسان ہوگا۔

قابلِ زکوٰۃ اثاثے

(1) سونا۔خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔

(2) چاندی،خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔

(3) مالِ تجارت، جو چیزیں فروخت کرنے کے لئے خریدی گئی ہوں، وہ مال تجارت کہلاتا ہے خواہ جو بھی ساز وسامان ہو حتی کہ زمین وجائیداد جو بیچنے کی نیت سے خریدی ہے، رہائش کے مقصد کے لئے نہیں بلکہ بعد میں فروخت کریں گے تو یہ زمین وجائیداد بھی مال تجارت میں شامل ہو جائے گی۔

(4) بنک میں جمع شدہ رقم،اکاؤنٹ میں جو رقم رکھی ہوئی ہے وہ بھی مال زکوٰۃ میں شامل ہے۔

(5) اپنے پاس موجود نقد رقم۔

(6) ادھار رقم جس کے ملنے کا غالب گمان ہے۔نے کسی کو ادھار کے طور پر رقم دی اور یقین ہے کہ یہ رقم واپس مل جائے گی تو وہ بھی مال زکوٰۃ میں شامل ہو جائے گی یا کسی نے تجارتی سامان فروخت کیا اور اس کو اندازہ ہے کہ دو ماہ میں یا قسطوں کی شکل میں وہ رقم مل جائے گی تو وہ بھی مال تجارت میں شامل ہے۔

(7) غیر ملکی کرنسی، ریال، ڈالر وغیرہ۔

(8) کمپنی کے شیئرز جو کیپیٹل گین کے لئے ہیں dividend لینے کا ارادہ نہیں ہے بلکہ ارادہ یہ ہے کہ جیسے ہی اس کا ریٹ آگے بڑھے گا ان شیئرز کو فروخت کر دیں گے یعنی مقصود تجارت ہے تو یہ بھی مال تجارت میں شامل ہونگے،اور انکی مارکیٹ ویلو پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(9) جو شیئرز dividend حاصل کرنے کے لئے خریدے گئے ہوں بیچنا مقصود نہیں بلکہ سالانہ نفع لینا مقصود ہے تو اس

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

صورت میں اگر کمپنی کی نوعیت تجارتی نہیں ہے بلکہ اس کا کام خدمات مہیا کرنا ہے، جیسے بحری نقل وحمل کی کمپنی، وغیرہ وغیرہ، تو ان کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ حاصل ہونے والا نفع خود یا دیگر قابلِ زکوٰۃ اموال کے ساتھ ملکر نساب کے بقدر ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر کمپنی کی نوعیت تجارتی ہے یعنی ساز وسامان خرید کر یا تیار کر کے آگے فروخت کرتی ہے تو وہ مالِ تجارت ہے اور قابلِ زکوٰۃ ہے ،اب شیئر میں تو کمپنی کے قابلِ زکوٰۃ اور غیر قابلِ زکوٰۃ مال، دونوں کی مالیت شامل ہوتی ہے، تو اصولاً زکوٰۃ شیئر کی اتنی مالیت پر ہوگی جو قابلِ زکوٰۃ مال کے مقابلہ میں ہو، لیکن یہ بات جاننا مشکل ہوتا ہے کہ ایک شیئر کے پیچھے قابلِ زکوٰۃ مال کتنا ہے، لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ ایسی صورت میں بھی پوری بازاری قیمت کی زکوٰۃ دیدی جائے۔

(10) بچت سرٹیفکیٹ، این، آئی، ٹی یونٹ، ڈیفنس سرٹیفکیٹ اور پرائیز بانڈز وغیرہ ان میں بعض اسکیمیں شریعت کے مطابق نہیں ہیں لیکن جتنا amount ان میں لگا ہوا ہے، تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، البتہ اس کا جو سود ہے اس پر زکوٰۃ نہیں، بلکہ اس کو تو پورے کا پورا بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر وہ جائز اسکیم ہے تو سال پورا ہونے پر اصل مال پر بھی اور اس سے حاصل شدہ جو نفع موجود ہے اس پر بھی، دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(11) کسی جگہ آپ کی امانت رکھی ہوئی رقم یا سونا یا چاندی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ ہے۔

(12) کمیٹی (جس کو ہم B.C کہتے ہیں جس میں بہت سے لوگ تھوڑی تھوڑی بچتیں جمع کرواتے ہیں کسی بڑے منصوبے کے لئے) تو B.C کی جو رقم آپ نے کسی کے پاس رکھوائی اور باری باری وہ رقم وصول ہو رہی ہے تو خواہ ابھی آپ کی B.C نکلی ہو یا نہیں نکلی ہو دونوں صورتوں میں زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک جتنی رقم B.C کی آپ جمع کرو چکے ہوں، اس پر زکوٰۃ ہوگی، مثلاً ایک لاکھ روپے کی B.C ہے آپ نے پچاس ہزار تک اس میں جمع کروا دیئے تو اس صورت میں آپ زکوٰۃ کے مال میں صرف پچاس ہزار شامل کریں گے۔ اور آپ کی ایک لاکھ کی B.C آپ کو مل گئی اور آپ نے ابھی تک تیس ہزار جمع کروائے تھے کہ B.C نکل آئی، تو اس صورت میں آپ زکوٰۃ کے مال میں صرف تیس ہزار شامل کریں گے کیونکہ اس وقت یہ ہی آپ کا اپنا مال ہے باقی ستّر ہزار روپے قرضہ ہے جو آپ کو return کرنا ہے لہذا ہو بقیہ مال آپ کے نصاب اور حساب میں شامل نہیں ہوگا ۔

(13) خام مال جو مصنوعات (Products) بنا کر فروخت کرنے کے لئے خریدا جاتا ہے عموماً فیکٹریوں اور کارخانوں میں ہوتا ہے اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(14) تیار شدہ مال کا اسٹاک جو مال فروخت ہو گیا اس کے تو پیسے جمع ہو گئے ہیں اور جو مال ابھی فروخت نہیں ہوا اور زکوٰۃ کی

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

تاریخ آ گئی تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(15) کسی کاروبار میں شراکت یا مضاربت کے طور پر بعض لوگوں کو آپ نے رقم دی ہوتی ہے یا کسی کاروبار میں آپ چند لوگوں کے ساتھ حصہ دار ہیں، تو ان سب صورتوں میں جتنی رقم آپ کے حصے کی ہے اور اس کا جو نفع آ رہا ہے وہ بھی آپ کے نصاب میں شامل ہوگا۔ یہ کل پندرہ چیزیں ہیں جن پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے۔

وہ چیزیں جو زکوٰۃ کے حساب سے منہا کریں گے

(1) تمام واجب الادا قرضے، اپنی ذاتی ضروریات کے لئے جو قرضہ آپ نے لیا ہے اس کو منہا کریں گے البتہ جو پیداواری قرضہ فیکٹریوں اور کارخانوں کے مالکان لیتے ہیں اس کو منہا نہیں کرنا چاہیے چھوٹی موٹی دکان کے لئے یا شادی کے لئے یا ضرورت کے مطابق گھر کی تعمیر کے لئے، دکان میں ضرورت کے مطابق ساز وسامان ڈلوانے کے لئے جو قرضہ لیا جائے اس کو منہا کیا جائے گا۔

(2) کمیٹی (B.C) جس کی مثال اوپر گزری کہ جو رقم کمیٹی کی آپ کے ذمے واجب الادا ہے اس کو منہا کیا جائے گا۔

(3) یوٹیلٹی بلز وغیرہ جیسا کہ میں نے مثال دی ٹیلی فون، بجلی، واٹر، سیوریج کا بل یا ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ۔

(4) پارٹیوں کی ادائیگی جو آپ نے کرنی ہے بہت سے لوگ جن سے آپ نے مال خریدا ہے اور ان کی ادائیگیاں باقی ہیں۔ جو آپکے ذمے duse ہیں، وہ رقم بھی منہا کی جائے گی۔

(5) تمام ملازمین کی تنخواہیں جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہیں۔

(6) گذشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم جو ابھی تک آپ کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکے وہ بھی آپ کے ذمے قرض ہے۔

(7) قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں مثلاً فرج آپ نے خریدا اس کی کچھ رقم آپ ادا کر چکے ہیں اور کچھ رقم باقی ہے اسی طرح بہت ساری چیزیں قسطوں کی شکل میں جو آپ کے پاس ہیں وہ آپ منہا کریں گے۔

تو یہ ایک بیلنس بن جاتا ہے جن کو آپ زکوٰۃ سے منہا کریں گے۔

زکوٰۃ کا مستحق کون ہے؟

مذکورہ تفصیل کے مطابق زکوٰۃ ہم کن کن لوگوں کو دیں گے؟ قرآن کریم نے جو زکوٰۃ کے مصارف بیان کئے ہیں وہ آٹھ ہیں لیکن اگر آپ اس کا خلاصہ اور نچوڑ نکالیں تو صرف اور صرف دو الفاظ میں سمٹ جاتا ہے وہ دو الفاظ ''فقیر اور مسکین'' ہیں، یعنی جتنی مدّات ہیں ان میں ہر جگہ فقرا اور مسکنت کی شرط لگائی گئی ہے۔ اس لحاظ سے اگر ہم خلاصہ کے طور پر مصرفِ زکوٰۃ کا کوئی معیار قائم کریں تو دو قسم کے

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

افراد ہمارے سامنے آتے ہیں غرباء اور مساکین، یہ لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

غریب اور مسکین کی تعریف:

شریعت کی نظر میں غریب وہ شخص کہلاتا ہے جو قربانی کے نصاب کا بھی مالک نہ ہو، دراصل زکوٰۃ کے اور قربانی کے نصاب میں تھوڑا سا فرق ہے، وہ یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کیلئے تو چار چیزوں کی مالیت کا اعتبار تھا، قربانی میں ایک پانچویں چیز اور بھی ہے، اور وہ ہے ضرورت سے زائد سامان، شریعت کی نظر میں ضرورت سے زائد سامان وہ ہوتا ہے جو انسان کے استعمال میں نہ آرہا ہو، تو جس شخص کے پاس یہ پانچ چیزیں یا ان میں سے کچھ چیزیں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر ہوں تو اس پر قربانی واجب ہوتی ہے، اب اگر کسی شخص کی ملکیت میں یہ قربانی والا نصاب بھی نہ ہو تو وہ مستحقِ زکوٰۃ ہے، گویا یہاں دو نصاب ہو گئے ایک زکوٰۃ واجب ہونے کا نصاب وہ الگ ہے اور دوسرا قربانی واجب ہونے کا نصاب، اور یہ قربانی کا نصاب زکوٰۃ کے مستحق یا غیر مستحق ہونے کی کسوٹی بھی ہے، جو قربانی کے نصاب کا مالک ہوگا وہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں، اور جو قربانی کا نصاب کا مالک نہیں، وہ شرعاً غریب ہے اور مستحقِ زکوٰۃ ہے۔ لہذا خلاصہ یہ نکلا کہ جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر سونا، چاندی، نقد رقم، مالِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہو، تو وہ غریب ہے، اور اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ غریب سید اور ہاشمی بھی نہ ہو، اس میں وہ شخص بھی شامل ہے کہ جس کے پاس یہ اثاثے موجود تو ہوں لیکن اس کے اوپر قرضے بہت زیادہ ہیں اور ان قرضوں کو منہا کرنے کے بعد اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت نہ بچے وہ بھی غریب ہے اس کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مسکین کی تعریف:

مسکین وہ ہے جو غریب سے بھی زیادہ کم تر حالت کا مالک ہو غریب کے پاس کچھ اثاثہ تو ہوتا ہے جو نصاب سے کم کم ہوتا ہے اور مسکین کی حالت اس سے بھی کمزور ہوتی ہے۔ تو یہ غرباء اور مساکین زکوٰۃ کے مصارف میں آتے ہیں۔

غرباء و مساکین میں زکوٰۃ کی تقسیم کیسے کریں؟

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے قرآن میں اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم آیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ مالک بنا کر دینا جس کو ہم تملیک کہتے ہیں اور عربی زبان میں ایک لفظ اور بھی آتا ہے ''اباحت''، تملیک اور اباحت دونوں کا مطلب الگ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

الفرقان

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

اباحت کا معنیٰ:

اباحت کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ کسی کے لئے کوئی چیز فراہم کرنا کہ اگر وہ استعمال کرنا چاہے تو کر سکے، یعنی مباح کر دینا کہ وہ یہاں سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا، اپنی مرضی کے مطابق اس کے بارے میں فیصلہ نہیں کر سکتا، بلکہ صرف استعمال کر سکتا ہے۔

تملیک کا مطلب:

تملیک کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلی مالک ہے یہاں رکھے نہ رکھے، اٹھا کر لے جائے یا کسی اور کسی کو دیدے یا نہ دے، دینے والا اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

یاد رکھیں کہ زکوٰۃ کے معاملے میں اباحت کافی نہیں ہے اتوا الزکوٰۃ کا مفہوم یہ بتلا رہا ہے کہ جس کو آپ زکوٰۃ دے رہے ہیں اس کو مکمل مالک بنا کر دیں۔

فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے والے اداروں کو زکوٰۃ دینے کا حکم:

یہاں سے وہ فرق بھی واضح ہو گیا کہ ہمارے بہت سے حضرات رمضان میں لوگوں کو افطاری کرواتے ہیں اور ان کو بٹھا کر کھلاتے ہیں یا بہت سے لوگ فیکٹریوں کے سامنے لوگوں کو بٹھا کر کھلاتے ہیں اور روزانہ کھلاتے ہیں، بلاشبہ اطعام الطعام بھی ایک بہت بڑا مصرف ہے، اور الحمد للہ جہاں اجر و ثواب کی چیزیں اور بتلائی گئی ہیں وہاں غریبوں کو کھانا کھلانا یہ بھی بہت بڑا نیک کام ہے لیکن اس طرح کھانا کھلانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

یہ ذہن میں رکھیں کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کیلئے صرف زکوٰۃ استعمال نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اتوا الزکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے وہاں صدقات کی ایک طویل فہرست بھی بیان فرمائی ہے۔

اعلیٰ نہیں تو ادنیٰ سہی:

اکثر ہمارے پاس بہت سی اشیاء پرانی ہو جاتی ہیں ہم انہیں استعمال نہیں کرتے لیکن وہ چیزیں صحیح حالت میں ہوتی ہیں گو کہ آپ ان کو اپنے رکھ رکھاؤ کے حوالے سے استعمال نہیں کرتے لیکن معاشرے میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں جو ان کو مال غنیمت سمجھ کر، جان سے عزیز سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔ لہذا بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آتا ہے کہ اگر کسی کو دینا ہے تو پرانی چیز کیوں دیں چلو اعلیٰ ترین چیز دیں گے۔ اور اس کی نوبت نہیں آتی اور آدمی صدقے کے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

الفرقان

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

تفسیر معارف القرآن میں حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے یہ بات لکھی ہے کہ اعلیٰ اور عمدہ ترین چیزیں جن سے تمہیں محبت ہے ایسی اشیاء کا دینا وہ تو اعلیٰ درجے کا کمال ہے لیکن اگر کسی کے پاس فالتو اشیاء ہیں، استعمال میں نہیں آرہی لیکن قابل استعمال ہیں، کسی کے کام آسکتی ہیں تو انہیں صدقے کی نیت سے کسی کو دے دو اس میں بھی انشاء اللہ آپ کو اجر وثواب مل جائے گا، اسی طرح بہت سے مانگنے والے آرہے ہیں اور آپ صرف اور صرف سال کے آخر تک زکوٰۃ ہی کو استعمال کر رہے ہیں، ایسا نہ کریں، یہ بخل کی علامت ہے، جو زکوٰۃ فرض ہو چکی ہے اسے جلد از جلد ادا کریں باقی اس کے علاوہ ایک فنڈ نفلی صدقہ کا الگ سے مقرر کریں، اس میں سے بھی آپ آہستہ آہستہ دیتے رہیں، اس کا اجر وثواب آپ کو ملے گا۔ ومما رزقنٰھم ینفقون میں یہ بھی شامل ہے کہ جو ہم ان کو دیتے ہیں اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں خواہ زکوٰۃ کی شکل میں ہو، عشر کی شکل میں ہو یا صدقہ نافلہ کی شکل میں ہو۔ لہذا اس کی بھی عادت بنائیں۔

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کا خصوصی فنڈ:

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے حوالے سے یہ بات سنی ہے کہ ان کے پاس زکوٰۃ کے علاوہ ایک فنڈ مقرر تھا ہر آنے والے کو حسب توفیق اس میں سے کچھ نہ کچھ دیتے تھے اور روزانہ اس میں کچھ نہ کچھ شامل بھی کرتے تھے جس سے وہ فنڈ باقی رہتا تھا۔

اسی طرح اگر کسی کے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ وہ نفلی صدقہ کرے، اور پھر بھی وہ صدقے کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہمارے بزرگوں نے بتایا ہے، بلکہ کتابوں کے حوالے سے بھی یہ بات مل جاتی ہے کہ کسی کو راستہ بتا دینا، کسی کو نیک بات بتا دینا یہ بھی صدقہ ہے حتی کہ اپنے بیوی بچوں کو جو آپ کھلا پلا رہے ہیں یہ آپ کی ذمہ داری ہے لیکن اگر آپ نیت یہ کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کے ساتھ ساتھ مجھے صدقے کا ثواب بھی مل جائے تو اس کا ثواب بھی مل جائے گا۔ دیکھیں کسی کو راستہ بتانے میں مال خرچ نہیں ہو رہا لیکن نیت یہ ہے کہ چلو مجھے کچھ نیکیاں مل جائیں تو اس حوالے سے یہ بات بڑی اہم ہے کہ تمام تر معاملات اور ذمہ داریوں کو ہم صرف زکوٰۃ ہی سے نہ نبھائیں بلکہ اس کے علاوہ صدقہ نافلہ کا ایک فنڈ ہمارے پاس رہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول:

حضرت عائشہؓ جب کبھی خیرات کرتیں تو تھوڑی دیر کے لئے وہاں رک جاتیں، اور عام دستور ہے کہ غریبوں کو جب کوئی مال ملتا ہے تو کھڑے کھڑے وہ دعائیں بھی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاروبار میں برکتیں دے، صحت وتندرستی دے یعنی طرح طرح کی دعائیں دیتے ہیں حضرت عائشہؓ صدقہ کرنے کے بعد تھوڑی دیر وہاں کھڑی رہتیں اور وہ غریب جتنی دعائیں دیتا ان کو سنتی اور پھر ساری کی ساری دعائیں اس کو لوٹا دیتیں، یہ ان کا معمول تھا کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کا یہ معمول دنیا سے ہٹ کر ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ دراصل دنیا کے اجروثواب کی وجہ سے میں آخرت کے اجروثواب میں کمی نہیں لینا چاہتی کہ آخرت کا فنڈ میرا مکمل رہے اگر اس نے میرے صدقے کے بدلے ساری دعائیں دے دیں تو آخرت میں مجھے کیا ملے گا لہذا میں نے یہ چاہا کہ دنیا میں جو کچھ اس نے میرے اوپر احسان کیا وہ میں چکا دوں اور مجھے اس کا اجروثواب اور نیکی خالص مخلص آخرت میں ملے۔ یہاں سے پتہ چلا کہ ہمارا کسی کو دینا ہمارا کسی پر احسان نہیں بلکہ اپنی آخرت بہتر بنانے کے لئے اگر ہم صدقہ نافلہ پر بھی توجہ دیں گے تو انشاءاللہ ہمارا بہت کچھ فائدہ ہوگا۔

ملازموں کو زکوٰۃ دینا

ملاز اگر مستحق ہو تو اس کی چھان بین کر کے اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن انہیں زکوٰۃ کی ادائیگی میں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی عوض دینا مقصود ہے جیسا کہ ہمارے بہت سے احباب کو ان کے ملازمین کہ رہے ہوتے ہیں کہ ہماری تنخواہیں بڑھائیں تو اب اگر ہم وہاں پر زکوٰۃ کو عوض کے طور پر استعمال کر رہے ہیں تو یہ صحیح نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی یاد رکھئے زکوٰۃ کو عوض اور حق الخدمت کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا، ملازمین کی تنخواہوں میں استعمال نہیں کر سکتے، اور نہ ہی مسجد کے مؤذن امام یا خادم کو زکوٰۃ سے تنخواہ دے سکتے ہیں، البتہ آپ ان کو dunation کے طور پر دینا چاہتے ہیں تو الگ سے رقم دیں، اور اگر انہیں زکوٰۃ ہی دینی ہو اور یہ لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہوں تو انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں، لیکن یہ زکوٰۃ محض لوجہ اللہ ہو اس میں ملازمت کے اعتبار سے ان سے کوئی منفعت حاصل کرنا مقصود نہ ہو

۔

اجتماعات کے انتظامات کے لئے زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں:

اسی طرح بہت سے لوگ زکوٰۃ کا استعمال مذہبی جلوسوں، تقاریب کے انتظامی اخراجات، ڈیکوریشن، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں تو ان اخراجات میں لگائی گئی رقم کسی غریب کی جیب میں نہیں گئی کسی کو مالک بنا کر آپ نے نہیں دیا جو کہ شرط تھی ۔لہذا ان اخراجات میں زکوٰۃ کی ادائیگی درست نہیں۔

رفاہی اداروں کو زکوٰۃ دینے کا طریقہ:

ہمارے ہاں جو بہت سے سینٹر قائم ہیں اور بہت سے ہسپتال اور رفاہی ادارے ہیں ان میں بھی زکوٰۃ کے صرف اور صرف دو مصرف ہیں: غریب اور مساکین۔ اگر کوئی میڈیکل ہسپتال ہے جہاں مریض آتے ہیں اور ان کا علاج زکوٰۃ کے پیسوں سے کیا جاتا ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

AL FURQAN Institute
of Quranic Studies

دارالافتاء الفرقان

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

تو وہاں آپ پہلے زکوٰۃ فارم رکھیں جس میں یہ تفصیل درج ہو کہ میرے پاس سونا چاندی زیورات وغیرہ کچھ نہیں ہے اور میں سید بھی نہیں ہوں، اس سے مکمل تفصیلات معلوم کرلیں اور جب کسی مریض کے بارے میں یقین سے معلوم ہو جائے کہ وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے تو پھر اس کا زکوٰۃ فنڈ سے علاج کریں۔ اور اس معلومات کرنے میں شرم کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اگر آپ کسی کی ہمدردی میں اپنی فرض زکوٰۃ کو خطرے میں ڈال دیں تو یہ اس کے ساتھ تو ہمدردی ہو جائے گی لیکن جس طرح آپ کی نماز ناقص رہ جائے تو سوال ہوگا اسی طرح اگر زکوٰۃ ناقص رہ جائے تو اس کا بھی سوال ہوگا۔ اس لئے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مستحق زکوٰۃ کی مکمل معلومات حاصل کریں۔ لہذا اگر کسی ایسے ہسپتال کو زکوٰۃ دینی ہے جہاں مریضوں کا زکوٰۃ سے بھی علاج ہوتا ہے تو تحقیق کریں، اگر ہسپتال میں شرعی مصرف کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور مستحق پر ہی زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاتی ہے تو وہاں زکوٰۃ دیں، ورنہ نہ دیں، بلکہ ایسے ہسپتالوں میں یا تو صرف خیرات یا نفلی صدقہ کی رقم دیں یا زکوٰۃ کے پیسوں سے دوا خرید کر الگ کاؤنٹر پر رکھیں وہاں سے مستحقین کو فارم پر کروا کر دوائیں مالک بنا کر دیں۔ نیز جتنے بھی سینٹرز ہیں اور وہاں اگر غریب غرباء رہتے ہیں، اسی طرح مدارس کے طلبہ ہیں تو ان لوگوں کے کھانے پینے، رہن سہن، کپڑوں، علاج معالجہ کا انتظام کرنے کیلئے آپ زکوٰۃ کا استعمال کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ مدارس یا جتنے بھی سینٹرز ہیں وہاں اگر کوئی منظّم نظام ہو، عالم، فاضل منتظم ہو تو اگر اس کی نگرانی میں شرعی طریقہ کار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، رفاہی کاموں میں بھی زکوٰۃ کو استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اگر اس جگہ شرعی تقاضوں کی رعایت نہیں کی جاتی تو اس جگہ اگر آپ رفاہی کاموں کیلئے زکوٰۃ دیں گے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

بس یہ چند گذارشات میں نے آپ حضرات کے سامنے پیش کیں اللہ پاک مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے (امین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عشر کے مسائل

عشر زمین کی زکوٰۃ ہے، بعض صورتوں میں پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے مگر ان دونوں کو عام طور پر بغرضِ سہولت ''عشر'' ہی سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔

عشر اور نصف عشر کے واجب ہونے میں فرق

جس پانی سے زمین کو سیراب کیا جارہا ہے اس پر اگر محنت یا خرچہ نہیں ہوتا مثلاً بارش، قدرتی چشمہ یا نہر سے مفت ملنے والا پانی سے زمین کو

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

سیراب کیا جاتا ہوتو، اس میں پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہے۔ اور پانی اگر اس پانی پر محنت یا خرچہ ہوتا ہے، مثلاً پانی بذریعہ ڈول یا رہٹ کنویں سے نکالا جاتا ہو یا ٹیوب ویل کا پانی ہو یا ایسا نہری پانی ہو جس کا آبگیانہ ادا کیا جاتا ہو تو اس صورت میں پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ اور اگر دونوں طرح کا پانی استعمال ہوتا ہو تو اکثر جس طرح کا پانی استعمال ہوتا ہے اس کا اعتبار ہے، اور اگر دونوں پانی برابر ہوں تو عشر کا تین چوتھائی یعنی کل پیداوار کے چالیس حصہ کر کے اس میں سے تین حصہ دینا واجب ہوگا۔

عشر کا نصاب

عشر واجب ہونے کیلئے کوئی نصاب مقرر نہیں بلکہ جتنی بھی پیداوار ہوگی اس پر عشر دینا ہوگا، البتہ اگر پیداوار نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گندم) سے بھی کم ہو تو اس صورت میں عشر واجب نہیں۔

عشر واجب ہونے کیلئے سال گزرنا بھی شرط نہیں، بلکہ جب بھی پیداوار حاصل ہو اس پر عشر ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

عشر کے وجوب کی شرائط

(۱) مسلمان ہونا (کافر پر عشر نہیں بلکہ اس کی زمین کا حکم الگ ہے)

(۲) زمین کا عشری ہونا

(۳) زمین سے پیداوار کا حاصل ہونا، اگر کسی وجہ سے پیداوار حاصل نہ ہو خواہ کسی قدرتی سبب سے یا مالکِ زمین نے کاشت نہیں کی یا اس کی حفاظت نہیں کی، اس صورت میں اس پر عشر لازم نہیں ہوگا۔

(۴) پیداوار ایسی چیز ہو کہ جس کو اگانا یا انہیں آمدنی کا ذریعہ بنانا مقصود ہو۔ لیکن جو پیداوار خود بخود ہو جائے جیسے خودرو گھاس یا درخت اگر کسی زمین میں اُگ جائیں اور ان کو فروخت کیا جائے تو ان میں عشر نہیں، البتہ اگر ان کو آمدنی کی غرض سے اگایا گیا ہو تو ان میں بھی عشر ہے۔ لہٰذا بانس یا جانوروں کو کھلایا جانے والا چارہ اگر کاشت کیا تو اس پر بھی عشر ہے۔

مسئلہ: عشر کیلئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں اگر کسی بچہ یا مجنون کی زمین سے پیداوار حاصل ہو رہی ہو تو اس پر بھی عشر ہوگا۔

مسئلہ: اسی طرح عشر واجب ہونے کیلئے زمین کا ملکیت میں ہونا ضروری نہیں، لہٰذا اگر کسی نے زمین بطور عاریت لی ہوئی ہے یا کرایہ پر لی ہے اور وہ اس میں زراعت کرتا ہے تو پیداوار کا عشر اسی شخص کے ذمہ ہے جو پیداوار حاصل کرتا ہے، مالکِ زمین کے ذمہ نہیں۔

مسئلہ: اگر زمین مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہے کہ پیداوار کا ایک معین حصہ مالک کا ہوگا اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا ہوگا تو اس

24-C, Lane#14, Stadium Commercial Street #14, Khayaban-e-Mujahid, Phase V, Defence Karachi.
Ph:021-35844601, Fax: 021-35844602, E mail:daraliftaalfurqan@gmail.com

صورت میں دونوں پر اپنے اپنے حصہ کی پیداوار پر عشر لازم ہوگا۔

مسئلہ: اگر کھیت کی پیداوار پکنے سے پہلے فروخت کردی تو اس کا عشر خریدنے والے پر ہوگا، اور اگر پکنے کے بعد فروخت کی تو عشر فروخت کنندہ پر ہوگا۔

مسئلہ: اگر حکومت عشر وصول کرلے تو اس سے عشر ادا ہو جائے گا، البتہ عشر دینے والوں کو چاہیئے کہ عشر دیتے وقت اس کی ادائیگی کی بھی نیت کرلیں تاکہ عشر ادا کرنے کا بھی ثواب ملے۔ اس کے بعد حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عشر کو اس کے صحیح مصرف میں خرچ کرے، اگر حکومت کے لوگ اس میں کوتاہی کریں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا۔

مسئلہ: آبیانہ اور ٹیکس کی رقم جو حکومت وصول کرتی ہے اس کو عشر شمار نہیں کرسکتے۔

مسئلہ: عشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔